International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 47- 67

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

توہین انبیاء کی عالمی مہم محرکات، اسباب، اور سدِباب: ایک تحقیقی جائزہ

Global Campaign about Prophetic Blasphemy: Motivations, Causes, and Solutions - A Research Overview

Faran Anwar
PhD Research Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi.
Dr. Hafiz Faiz Rasool
Incharge, Department of Arabic & Islamic Studies, University of Mianwali: drhfrasool@umw.edu.pk
Muhammad Affan Ul Haq
PhD Research Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi.

Abstract

With the creation of the universe, Allah Almighty started a blessed series of Prophets for the spiritual training of people in it, and in different periods The Prophets and The Russell's were engaged in the work of the people who paid special attention to the moral training of the people. Some people responded to their invitation and continued to achieve success in their lives, while others refused and put the shackles of failure around their necks. In the same way, there has been a section of people who have always tried to extinguish the light of God and have devoted all their efforts to prevent the message of God from reaching the people. In order to achieve this goal, they used various tactics and even started libeling The Prophets and The Russell's in different ways. This article discusses the background of the whole scenario, when it started and when it accelerated and the underlying motives have also been clarified It also explains the causes of the blasphemy of The Prophets, the motives behind which these Holy Beings are being targeted and insults are being inflicted on them day after day. Finally, in order to prevent this, the sensitivity of the issue has been examined first and it has been clarified that such measures pose a serious threat to world peace and practical recommendations have been made to address them.

Keywords: Prophets, Blasphemy, Russell's, Insults, World Peace.

تعارف موضوع

اسلام کی حقانیت اور مذہب معتدل ہونے کی منجملہ ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اس میں سابقہ شرائع کی شخصیات اور مستند الہامی پیغام کو شرف وو قار کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں کسی قسم کے تعصب، عداوت اور امتیازی سلوک کا شائبہ تک نہیں بلکہ اسلام میں داخلہ تصدیق انبیاء علیہم السلام اور صحف مقدسہ و معتبرہ پر کامل یقین کے ساتھ مشروط ہے۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملحوظ ہے اور ان کی شان میں گستاخی ایک سنگین جرم ہے بالکل ویسے ہی

CC BY

شریعت اسلامیہ میں دیگر انبیاء علیہم السلام کا معاملہ ہے۔ ان تمام تر حقائق کے باوجود ہم دیکھتے آرہے ہیں کہ تواتر کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی توہین اور مختلف پہلوؤں سے ان کی شخصیات پر رکیک حملوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے ۔اور اب یہ بات بھی کھل کر سامنے آچکی ہے کہ یہ محض کوئی اتفاقی یا انفرادی واقعہ نہیں بلکہ اس منفی سوچ کے پس پردہ باقاعدہ ایک منظم اور مربوط منصوبہ بندی ہے۔ اس موقع پر ہمیں اس حقیقت کا ادراک بھی ہونا چاہیے کہ اس وقت دنیا کی ایک بڑی تعداد کسی نہ کسی طور مذہب سے جڑی ہوئی ہے نیز مذہب اور انبیاء علیہم السلام آپس میں لازم وملزوم ہیں، یہاں اس بات کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ اس وقت تین بڑے مذاہب یعنی اسلام، عیسایئت اور یہودیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم وتکریم کے قائل ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس طرح کی مذموم حرکات سے عالم انسانی کی اکثریت کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے امن عالم کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

توہین انبیاء علیہم السلام اور سامی مذاہب

یہودیت اور توہین انبیاء علیہم السلام

تقریباً تمام مذاہب میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ وہ اپنے انبیاء ورسل اور صلحاء ملک وملت کے حوالے سے انتہائی مؤدب ہوتے ہیں کیونکہ جو ذات کسی بھی طبقے کی روحانی اصلاح کا بیڑہ اٹھاتی ہے اور ان کی اخلاقی بہتری کے لیے مصروف کار ہوتی ہے تو امر لازم ہے کہ اسکی عظمت ورفعت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے، لیکن اس معاملے میں یہودی قوم کا طرز عمل سب سے جداگانہ ہے۔ ایک طرف تو وہ انبیاء ورسل کو اللہ تعالی کا فرستادہ سمجھتے ہیں اور دوسری طرف جب ان کے الزامات اور طعن وتشنیع کا سلسلہ چلتا ہے تو وہ تمام حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور مقدس ہستیوں پہ الزامات کی بھرمار کرتے ہیں اور ایسی منظر کشی کرتے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

یہودی مذہب میں صرف انبیاء کی گستاخی پہ ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ خود اللہ تبارک وتعالی کی ذات کو بھی مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود کو اللہ کا بیٹا اور محبوب کہنے والی قوم کا جب ایمان بگڑا تو ان کی تحریری وتقریری زہر افشانیوں سے ان کا خدا بھی محفوظ نہ رہا۔ ذیل میں عہد نامہ عتیق سے توہین انبیاء کے حوالے سے ایسی عبارات ذکر کی جاتی ہیں کہ جن کو دیکھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ دیگر آسمانی کتب وصحف تحریف در تحریف کا شکار ہو چکی ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے عہد نامہ عتیق کی کی عبارت ملاحظہ ہو:

> "نوح کسان تھا، شروع میں اس نے انگور کا باغ لگایا، انگور سے مئے بنا کر اس نے اتنی پی لی کہ وہ نشے میں دھت اپنے ڈیرے میں ننگا پڑا رہا، کنعان کے باپ حام نے اسے یوں پڑا ہوا دیکھا تو باہر جاکر اپنے دونوں بھائیوں کو اس کے بارے میں بتایا۔ یہ سن کر سم اور یافت نے اپنے کندھوں پر کپڑا رکھا پھر وہ الٹے چلتے ہوئے ڈیرے میں داخل ہوئے اور کپڑا اپنے باپ پر ڈال دیا۔ ان کے منہ دوسری طرف مڑے رہے تاکہ باپ کی برہنگی نظر نہ آئے۔[1]

حالانکہ ایک عام انسان بھی جانتا ہے کہ وقت کا نبی چاہے وہ کسی بھی دین کا داعی ہو وہ اخلاقی کمزوریوں سے کوسوں دور ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ مئے نوشی کرکے اپنے ستر کا خیال بھی نہ رکھ سکے۔ کسی بھی نبی کے حوالے سے اس قدر حیاسوز تبصرہ کرنا یقینا قوم یہود کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام پر شراب نوشی اور خود اپنی ہی بیٹیوں سے بدکاری کا ناقابل یقین الزام عائد کیا گیا ہے۔

"ایک دن بڑی بیٹی نے چھوٹی سے کہا، ابو بوڑھا ہے اور یہاں کوئی مرد ہے نہیں جس کے ذریعے ہمارے بچے پیدا ہو سکیں، آو: ہم ابو کو مئے پلائیں۔ جب وہ نشے میں دھت ہو تو ہم اس کے ساتھ ہم بستر ہو کر اپنے لیے اولاد پیدا کریں تاکہ ہماری نسل قائم رہے

اس رات انہوں نے اپنے باپ کو مئے پلائی، جب وہ نشے میں تھا تو بڑی بیٹی اندر جا کر اس کے ساتھ ہم بستر ہوئی۔ چونکہ لوط ہوش میں نہیں تھا اس لیے اسے کچھ بھی معلوم نہ ہوا، اگلے دن بڑی بہن نے چھوٹی بہن سے کہا "پچھلی رات میں ابو سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ، آج رات کو ہم اسے دوبارہ مئے پلائیں۔ جب وہ نشے میں دھت ہو تو تم اس کے ساتھ ہم بستر ہو کر اپنے لیے اولاد پیدا کرنا، تاکہ ہماری نسل قائم رہے۔"

چنانچہ انہوں نے اس رات بھی اپنے باپ کو مئے پلائی۔ جب وہ نشے میں تھا تو چھوٹی بیٹی اٹھ کر اس کے ساتھ ہم بستر ہوئی، اس بار بھی وہ ہوش میں نہیں تھا، اس لیے اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہوا۔"[2]

ان حیا سوز عبارات کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ پڑھتا جا اور شرماتا جا۔ ایک سماوی دین کی مقدس اور معتبر کتاب میں اس طرز کے مضامین چیخ چیخ کر بتا رہے ہیں کہ بائبل کے ساتھ جو ظلم ہوا اور جس بھیانک انداز میں اس میں تحریف کی گئی اس کی مثال نہیں ملتی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک پیغمبر اپنی ہی بیٹیوں سے بدکاری مرتکب ہو یقیناً ایک مہذب معاشرے میں ایک بااخلاق آدمی کے حوالے سے اس قدر سوقیانہ تبصرہ اپنے غیر حقیقی ہونے کی خود ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں گستاخی:

کتاب سموئیل میں حضرت داوود علیہ السلام پر اپنے ایک ملازم کی خوبرو بیوی پر تانک جھانک کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ صرف اسی الزام پہ اکتفا نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھتے ہوئے اس کے عشق میں مبتلا ہو کر اس سے بدکاری کا الزام بھی عائد کیا گیا ہے۔

کتاب مقدس کی اس حوالے سے افسانوی رنگ آمیزی ملاحظہ ہو:

"ایک دن وہ دوپہر کے وقت سو گیا۔ جب شام کے وقت جاگ اٹھا تو محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اچانک اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے صحن میں نہا رہی تھی۔ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ داؤد نے کسی کو اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیج دیا۔ واپس آکر اس نے اطلاع دی، "عورت کا نام بت سبع ہے "وہ الی عام کی بیٹی اور اوریاہ حتی کی بیوی ہے"۔ تب داؤد نے قاصدوں کو بت سبع کے پاس بھیجا تاکہ اسے محل میں لے آئیں۔ عورت آئی تو داؤد اس سے ہم بستر ہوا۔ پھر بت سبع اپنے گھر واپس چلی گئی۔[3]

نہ صرف یہ کہ اس صورت میں ایک برگزیدہ نبی کی طرف اس بات کو منسوب کیا گیا ہے کہ جس کا تصور بھی اللہ کے کسی پیغمبر سے محال ہے بلکہ لکھنے والوں نے یہاں تک لکھا کہ حضرت داؤد نے ایک مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ بت سبع کو ہتھیانے کے لیے اس کے شوہر اوریاہ کو میدان جنگ میں اس جگہ بھیجا جہاں اس کی موت کے امکانات زیادہ تھے اور ایسا ہی ہوا کہ بالآخر اوریاہ مارا گیا اور حضرت داؤد بت سبع سے نکاح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس سے بڑی اور گستاخی کیا ہو گی کہ ایک نبی کے حوالے سے ایسی منظر کشی کرنا کہ اس کے کردار کو مشکوک کرنے کی کوشش کی جائے اور اس پر ایسے الزامات کا طومار کھڑا کر دیا جائے کہ جس سے منصب رسالت و نبوت پر حرف آتا ہو۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

کتاب الخروج میں حضرت ہارون علیہ السلام کی شان میں کچھ یوں ہرزہ سرائی کی گئی ہے کہ:

"اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے چلے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ موسیٰ کو، جو ہمیں مصر سے نکال کر لایا، کیا ہو گیا، ہارون نے ان سے کہا کہ تمہاری بیویوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے اتار اتار کر ہارون کے پاس لے آئے اور اس نے ان کے ہاتھوں سے لے کر ان کو ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنا دیا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔

اب وہ کہنے لگے کہ اے اسرائیل! یہی تیرا دیوتا ہے۔ جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی اور اس نے اعلان کیا کہ کل خداوند کے لیے عید ہو گی۔"[4]

حالانکہ انبیاء جو توحید کے علمبردار اور شرک کے سب سے بڑے اور زور دار مخالف ہوتے ہیں ان کے بارے میں یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے بت تراش کر پوری قوم کو بت پرستی اور گوسالہ پرستی میں مبتلا کر دیا۔ یقیناً انبیاء پر اس طرح کے الزامات واضح طور پر یہ بتاتے ہیں کہ جب کسی قوم کی اجتماعی عقل ماؤف ہو جائے تو وہاں ہو تمام مناظر حقیقت کی صورت میں نظر آتے ہیں کہ جن کا عام حالات میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عیسائی مذہب میں انبیاء کی توہین:

چونکہ عیسائیت یہودیت سے زمانی اور فکری لحاظ سے قریب اور متاثر ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہو گا کہ در حقیقت عیسائیت یہودیت کا تکملہ ہے۔ اس لحاظ سے یہودی مذہب کی تعلیمات کا اثر عیسائیت میں بھی نمایاں ہے، اگر یہود نے انبیاء کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگین کیے اور دوسری طرف ان کی مجموعی زندگیوں پہ اخلاق سوز حملے کیے تو عیسائیت بھی اپنے پیشرو سے کسی طور پیچھے رہنے والی نہیں تھی۔

عیسائیت میں بھی توہین انبیاء کا وہ سلسلہ چلا کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ کس طرح ایک الہامی مذہب کے دعویدار خدا کی مقدس ہستیوں کے بارے میں اس طرح کے افکار و خیالات رکھ سکتے ہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

صحائف انبیاء میں حضرت یونس علیہ السلام کے حوالے سے ان کا اللہ تعالیٰ سے ایک عجیب مکالمہ درج ہے۔ جس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل نینوہ پہ مہربانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو حضرت یونس علیہ السلام اللہ سے ناراضگی اور غصے کا اظہار کرتے ہیں۔

"یہ بات یونس کو نہایت بری لگی، اور وہ غصے ہوا، اس نے رب سے دعا کی، "اے رب! کیا یہ وہی بات نہیں جو میں نے اس وقت کی، جب اپنے وطن میں تھا؟ اسی لیے میں اتنی تیزی سے بھاگ کر ترسیس

کے لیے روانہ ہوا تھا، میں جانتا تھا کہ تو مہربان اور رحیم خدا ہے۔ تو تحمل اور شفقت اور شفقت سے بھرپور ہے۔ اور جلد ہی سزا دینے سے پچھتاتا ہے۔

اے رب! اب مجھے جان سے مار دے۔ جینے سے بہتر یہی ہے۔ کہ میں کوچ کر جاؤں"۔[5]

حالانکہ انبیاء جو مجسمہ رحمت و شفقت ہوتے ہیں اور جن کی ہر وقت یہی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں وہ بھلا کیوں کسی قوم پر اللہ تعالی کے عذاب کے حوالے سے جلد بازی کا شکار ہوں گے اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالی سے یہ شکوہ کرنا کہ وہ جلد ہی سزا دینے سے پچھتاتا ہے بلاشبہ یہ ایک بدترین گستاخی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

سلاطین اول میں درج ہے کہ:

"لیکن سلیمان بہت سی غیر ملکی خواتین سے محبت کرتا تھا، فرعون کی بیٹی کے علاوہ اس کی شادی موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی اور حتی عورتوں سے ہوئی۔ ان قوموں کے بارے میں رب نے اسرائیلیوں کو حکم دیا تھا، "نہ تم ان کے گھروں میں جاؤ اور نہ یہ تمہارے گھروں میں آئیں، ورنہ یہ تمہارے دل اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر دیں گے۔"

تو بھی سلیمان بڑے پیار سے اپنی ان بیویوں سے لپٹا رہا۔ اس کی شاہی خاندانوں سے تعلق رکھنے والی 700 بیویاں اور 300 داشتائیں تھیں۔ ان عورتوں نے آخر کار اس کا دل رب سے دور کر دیا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے اس کا دل دیگر معبودوں کی طرف مائل کر دیا۔ یوں وہ بڑھاپے میں اپنے باپ داؤد کی طرح پورے دل سے رب کا وفادار نہ رہا بلکہ صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے دیوتا ملکوم کی پوجا کرنے لگا۔ غرض اس نے ایسا کام کیا جو رب کو ناپسند تھا۔ وہ وفاداری نہ رہی جس سے اس کے باپ داؤد نے رب کی خدمت کی تھی۔"[6]

العیاذ باللہ یہاں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں وہ سوقیانہ تبصرہ ہے کہ جس کو عقل ماننے سے بالکل ہی منکر ہے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جب اللہ تعالی نے تاکید کے ساتھ کسی چیز سے منع کر دیا ہو اور ایک پیغمبر محض بھول کر وقتی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کی منہیات میں پڑا رہے اور آخری عمر تک اسی گناہ میں مبتلا رہے۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ بہتان عظیم ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے سے درج ہے کہ:

"ایک دن داؤد کو اطلاع دی گئی کہ، "جب سے اللہ کا صندوق عوبید ادوم کے گھر میں ہے اس وقت سے رب نے اس کے گھرانے اور اس کی پوری ملکیت کو برکت دی ہے،" یہ سن کر داؤد عوبید ادوم کے گھر گیا اور خوشی مناتے ہوئے اللہ کے صندوق کو داؤد کے شہر لے آیا۔ چھ قدموں کے بعد داؤد نے رب کے صندوق اٹھانے والوں کو روک کر ایک سانڈ اور ایک موٹا تازہ بچھڑا قربان کیا۔ جب جلوس آگے نکلا تو داؤد پورے زور کے ساتھ رب کے حضور ناچنے لگا۔ وہ کتان کا بالا پوش پہنے ہوئے تھا، خوشی کے نعرے لگا لگا کر اور نرسنگے پھونک پھونک کر داؤد اور تمام اسرائیلی رب کا صندوق یروشلم لے آئے۔

رب کا صندوق داؤد کے گھر داخل ہوا تو داؤد کی بیوی میکل بنت ساؤل کھڑکی میں سے جلوس کو دیکھ رہی تھی، جب بادشاہ رب کے حضور کودتا اور ناچتا ہوا نظر آیا تو میکل نے اسے دل میں حقیر جانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"داؤد بھی اپنے گھر لوٹا تاکہ اپنے خاندان کو برکت دے کر سلام کرے۔ وہ ابھی محل کے اندر نہیں پہنچا تھا کہ میکل اس سے ملنے آئی۔ اس نے طنزاً کہا، "واہ جی واہ، آج اسرائیل کا بادشاہ کتنی شان کے ساتھ لوگوں کو نظر آیا ہے! اپنے لوگوں کی لونڈیوں کے سامنے ہی اس نے اپنے کپڑے اتار دیے، بالکل اسی طرح جس طرح گنوار کرتے ہیں۔"

داؤد نے جواب دیا، "میں رب ہی کے حضور ناچ رہا تھا، جس نے آپ کے باپ اور اس کے خاندان کو ترک کر کے مجھے چن لیا اور اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا ہے، اس کی تعظیم میں، میں آئندہ بھی ناچوں گا ،ہاں! میں اس سے بھی زیادہ ذلیل ہونے کے لیے تیار ہوں۔ جہاں تک لونڈیوں کا تعلق ہے وہ ضرور میری عزت کریں گی۔"[7]

مذکورہ عبارت میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کی جس طرح منظر کشی کی گئی ہے تو لگتا ہی نہیں کہ وہ کوئی خدا کے فریستادہ تھے بلکہ ان کو ناچنے گانے والے اور اخلاقیات سے عاری ایک فرد کی طرح دکھایا گیا ہے جو کسی طور ایک نبی کے شایان شان نہیں۔

بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان طرازی:

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ عیسائی ایک طرف حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا خدا، خدا کا بیٹا اور نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں تو دوسری طرف اسی بائبل میں ان کو جن القابات سے نوازا گیا ہے وہ کسی طور ان کے حضرت مسیح علیہ السلام سے محبت کے دعوے سے میل نہیں کھاتے، مثلاً اسی بائبل میں ان کو بدکار، لعنتی ،ناپاک اور گناہ گار قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے حوالے سے بائبل کی گستاخانہ عبارات ملاحظہ ہوں:

"کلام مقدس میں لکھا ہے، اسے مجرموں میں شمار کیا گیا، اور میں تم کو بتاتا ہوں، لازم ہے کہ یہ بات مجھ میں پوری ہو جائے، کیونکہ جو کچھ میرے بارے میں لکھا ہے اسے پورا ہی ہونا ہے۔"[8]

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا گیا ہے:

"لیکن مسیح نے ہمارا فدیہ دے کر ہمیں شریعت کی لعنت سے آزاد کر دیا ہے۔ یہ اس نے اس طرح کیا کہ ہماری خاطر خود لعنت بنا، کیونکہ کلام مقدس میں لکھا ہے، "جسے بھی درخت سے لٹکایا گیا ہے ،اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ جو برکت ابراہیم کو حاصل ہوئی وہ مسیح کے وسیلے سے غیر یہودیوں کو بھی ملے اور یوں ہم ایمان لا کر وعدہ کیا ہوا روح پائیں"۔[9]

دور حاضر میں انبیاء کرام علیہم السلام کی فرضی تصاویر اور تخیلاتی عکس بندی کے ذریعے توہین:

دور حاضر میڈیا کا دور ہے اور خاص کر الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کو اس دور میں وہ شہرت حاصل ہوئی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ جو بات پہلے ادوار میں دوسروں تک پہنچانے کے لیے ماہ و سال درکار تھے اب وہی پیغام چند لمحات میں دنیا

میں کہیں بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ موجودہ دور کو ابلاغی دور کہا جاتا ہے اب ایک جگہ بیٹھ کر انتہائی مختصر عرصے میں پوری دنیا تک بات پہنچانا کچھ مشکل نہیں۔

اس ابلاغی دور میں آلات ابلاغ کو نہایت اہمیت حاصل ہے جو لوگ وقت کے ساتھ ساتھ نئی ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کرتے ہیں ان کی سوچ وفکر کو زیادہ پذیرائی ملتی ہے۔

ان آلات ابلاغ میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائل اور کمپیوٹر شامل ہیں ان کے علاوہ ماہانہ رسائل، اخبارات، تصاویر، ڈرامے، فلمیں اور انٹرنیٹ بھی اس کی مختلف صورتیں ہیں۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر ایک طرف اس ٹیکنالوجی کی مدد سے فاصلے مٹے ہیں، لوگوں کی زندگی میں سہولت آئی ہے، پوری دنیا ایک گلوبل ویلیج کا منظر پیش کر رہی ہے، تو دوسری طرف انسان نے جب اس کا غلط استعمال شروع کیا تو یہی سہولت کا ذریعہ دیگر کئی لوگوں کے لیے کلفت اور اذیت کا باعث بن گیا۔

اب یہ بات کھل کر سامنے آچکی ہے کہ اسی میڈیائی پلیٹ فارم پہ باقاعدہ تہذیبی جنگوں کا آغاز ہو چکا ہے، گویا اب زمینی جنگ سے پہلے باقاعدہ طور پر ایک جنگ میڈیا پہ ہوتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ جنگ انتہائی خطرناک ہے کہ جس میں لوگوں کے قلوب واذہان کی تسخیر کی جاتی ہے اور اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

اس تہذیبی جنگ میں اسی ملک وملت کا پلڑا بھاری رہے گا کہ جو بہتر طریقے سے میڈیا کا استعمال جانتی ہے، اور اس پلیٹ فارم پر جس کی جتنی زیادہ اجارہ داری ہو گی اس کے فکر وفلسفہ کو اتنی ہی زیادہ قبولیت و مقبولیت حاصل ہو گی۔

اہل مغرب اور دیگر کفریہ طاقتیں کہ اسلام دشمنی جن کی گھٹی میں پڑی ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں تو انہوں سے اس محاذ سے بھی اعلان جنگ کر دیا اور وہ طریقے ڈھونڈنے لگے کہ جن کی مدد سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جا سکے۔

اسی طرح ایک اور مذہب بیزار طبقہ بھی ہے کہ جو بلا امتیاز جملہ مذاہب کے مقدسات کی توہین کر کے اپنی بے چین فطرت کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہاں پر یہ بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ توہین رسالت کا معاملہ ہو یا دیگر انبیاء کے توہین آمیز خاکے ہوں یا ان کی کردار کشی پر مبنی فلمیں ہوں یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین ہو گی تو لازماً عیسائیوں کی دل آزاری ہو گی، اسی طرح اگر بنی اسرائیل میں سے کسی اور نبی ورسول کی توہین و تنقیص ہو گی تو یہودی تلملا اٹھا گے۔ اس سارے منظر نامے میں صرف مسلمان ہی وہ واحد ملت ہیں کہ جن کا انتہائی سنجیدہ کردار نظر آتا ہے اور ان کا طرز عمل انتہائی پر امن اور امن عالم کا ضامن ہے، کیونکہ چاہے عیسائیوں کے مقدسات کی توہین ہو یا یہودیوں کے مقدسات کی تنقیص وہ ہر صورت میں انتہائی سخت مذمت کرتے ہیں اور اس بیہودہ سلسلے کے تدارک کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اب عصر حاضر میں توہین انبیاء کے حوالے سے مختلف طریقے استعمال کیے جا رہے ہیں جن کا ذیل میں جائزہ لیا جا رہا ہے۔

گستاخانہ خاکے:

اس مکروہ سلسلے کی ایک کڑی یہ ہے کہ مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے حوالے سے وقتاً فوقتاً گستاخانہ خاکے شائع کیے جاتے ہیں۔ اور ان میں انبیاء کا ایسا کردار پیش کیا جاتا ہے کہ جس کا حقیقی تصور بھی اس شخص کے لیے محال ہے کہ جو انبیاء کے حقیقی مقام و مرتبے سے واقف ہے۔

اس حوالے سے "رسانیوز ایجنسی" کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

> رسانیوز ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق، اردن کی پولیس نے دو صحافیوں کو گرفتار کیا ہے۔ جن پر ایک ویب سائیٹ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخانہ خاکے شائع کرنے کا الزام عاید کیا گیا ہے۔
>
> غیر ملکی خبر رساں اداروں کے مطابق اردن کے پراسیکیوٹر جنرل نے صحافیوں محمد الوکیل اور ان کے ایک معاون ایڈیٹر کو حضرت مسیح علیہ السلام کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے پر حراست میں لینے کا حکم دیا۔
>
> سوشل میڈیا پر اس خبر کے پھیلنے کے بعد عوام میں سخت غم وغصہ کی فضا پائی جارہی ہے۔
>
> ایک مقامی عدالتی ذریعے نے بتایا کہ ملزمان کو ایک ہفتے کے جوڈیشل ریمانڈ پر حراست میں لیا گیا ہے۔ جرم ثابت ہونے پر انہیں ممکنہ طور پر چھ ماہ سے تین سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے۔
>
> عوامی حلقوں نے مذکورہ دونوں صحافیوں پر فرقہ واریت کو ہوا دینے اور مذہبی منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔
>
> خیال رہے کہ اردن کے ایک صحافی کی ویب سائیٹ نے ایک صفحے پر اطالوی آرٹسٹ لیونارڈو دافینشی کی ایک تصویر شائع کی جس میں ایک ترک شیف نصرت گوکشیہ کو حضرت مسیح کی پشت پر کھڑے دکھایا گیا۔
>
> تصویر میں حضرت مسیح کے سامنے کھانا رکھا گیا ہے اور ترک شیف ان کے کھانے میں نمک چھڑک رہا ہے۔[10]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

ہالی ووڈ کی ایک گستاخانہ فلم میں اللہ کا برگزیدہ پیغمبر جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کی گئی ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

The Ten Commandments یعنی دس احکام یہ Hollywood کے ایک گستاخ کی فلم ہے جس میں اللہ کے معزز اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے۔ اور اس جلیل القدر ہستی کو نہایت ہی کم درجے کی شخصیت کے طور پر دکھایا گیا ہے اور نعوذ باللہ ان کے بارے میں گستاخانہ مناظر پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جن کے بارے میں قرآن نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے اور ان کا تذکرہ انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کیا ہے۔ بایں طور کہ:

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔[11]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے، ان کے لیے اللہ فرعون کی بیوی کو بطور مثال کے پیش کرتا ہے ،جب اس نے کہا تھا کہ: "میرے پروردگار! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادے، اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے دے، اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما۔

ان کو نعوذ باللہ نیم برہنہ لباس میں دکھایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت موسی علیہ السلام کو نعوذ باللہ ایک مصری غلام کے طور پر ان کی نبوت پر سوالیہ نشان لگایا گیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نعوذ باللہ وہ منجانب اللہ فرستادہ نہیں تھے بلکہ ان کی نبوت خود ساختہ تھی۔[12]

اسی لیے ہمارا دعوی ہے کہ مذاہب کے مقدسات کا احترام پوری دنیا کی اکثر آبادی کا مشترکہ مسئلہ ہے اسے کسی ایک دین یا مذہب کا انفرادی اور مخصوص مسئلہ نہ سمجھا۔ اہل یورپ کو ادراک ہونا چاہیے کہ اگر پیغمبر اسلام کے گستاخانہ خاکوں کی حوصلہ شکنی نہ کی گئی تو ان کی مذہبی شخصیات اور مقدسات بھی امن اور انسانیت دشمن قوتوں سے محفوظ نہیں رہ پائیں گی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین اور حضرت موسی علیہ السلام کی تحقیر اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تمام ادیان سماوی اس وقت مذہب بیزار قوتوں کے نشانے پر ہیں۔ اور اس ناپاک سلسلے کے تدارک کے لیے از حد ضروری ہے کہ ادیان سماوی کی نمائندہ مقتدر شخصیات مل بیٹھ کر اس کا کوئی مظبوط اور پائیدار حل تلاش کریں۔

حضرت محمد ﷺ کے توہین آمیز خاکے:

یہودیوں اور عیسائیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی یا نئی بات نہیں بلکہ اسلام کی ابتداء سے ہی یہ لوگ اسلام کے خلاف ایک محاذ بنا چکے تھے اور وقتا

فوقتا اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے تھے خاص کر یہودی تو اس درجہ بے باک اور اخلاقیات سے عاری ہو چکے تھے کہ خود رسول خدا کی موجودگی میں مختلف طریقوں سے آپ کی شان میں نازیبا کلمات کہا کرتے تھے۔ جس کے سدباب کے لیے قرآن نے واضح ہدایات فرمائی ہیں کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ[13]

ترجمہ: ایمان والو! (رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر) "راعنا" نہ کہا کرو اور "انظرنا" کہہ دیا کرو ،اور سنا کرو، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع رقمطراز ہیں:

"بعض یہودیوں نے ایک شرارت ایجاد کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آکر لفظ راعنا سے آپ کو خطاب کرتے، جس کے معنی ان کی عبرانی زبان میں ایک بددعا کے ہیں اور وہ اسی نیت سے کہتے تھے مگر عربی زبان میں اس کے معنی "ہماری مصلحت کی رعایت فرمایئے" کے ہیں اس لیے عربی داں اس شرارت کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اور اس اچھے معنی کے قصد سے بعض مسلمان بھی حضور ﷺ کو اس کلمہ سے خطاب کرنے لگے۔ اس سے ان شریروں کو اور گنجائش ملی، آپس میں

بیٹھ کر ہنستے تھے کہ اب تک تو ہم ان کو خفیہ ہی برا کہتے تھے اب علانیہ کہنے کی ایسی تدبیر ہاتھ آگئی کہ مسلمان بھی اس میں شریک ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے اس گنجائش کو قطع کرنے کو مسلمانوں کو حکم دیا کہ اے ایمان والو! تم لفظ (راعنا) مت کہا کرو اور (اس کی جگہ لفظ) انظرنا کہہ دیا کرو، کیونکہ اس لفظ کے معنی اور راعنا کے معنی عربی زبان میں ایک ہی ہیں۔ راعنا کہنے میں یہودیوں کی شرارت چلتی ہے اس لیے اس کو ترک کر کے دوسرا لفظ استعمال کرو اور اس حکم اچھی طرح سن لیجیو، (اور یاد رکھیو)اور (ان) کافروں کو تو سزائے دردناک ہو (ہی) گی (جو پیغمبر ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی وہ بھی چالاکی کے ساتھ کرتے ہیں۔[14]

گویا مسلمانوں کو واضح طور پر منع کر دیا گیا کہ یہود کی جانب سے ایجاد کردہ اس شرارت کا کسی طور حصہ نہ بنیں۔ اس کے علاوہ بھی یہود مختلف اوقات میں پیغمبر اسلام کے خلاف صف آراء رہے اور وقتاً فوقتاً اپنی عناد سے مجبور ہو کر اخلاق سوز حرکتوں کے مرتکب ہوتے رہے۔

لیکن اس تمام تر منظر نامے میں جو شدت انیسویں اور بیسویں صدی میں دیکھنے میں آئی ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ درج ذیل واقعات سے بخوبی اندازہ ہو گا کہ کس طرح سے توہین رسالت کے فعل بد کو ایک مہم کی صورت میں سر انجام دیا گیا اور یہ سلسلہ تادم تحریر مکمل زور و شور سے شروع ہے؛

اس حوالے سے "روزنامہ پاکستان" کی ایک چشم کشا رپورٹ ملاحظہ ہو:

جولائی 2007ء میں سویڈن کے ایک شخص لارز ویلکس نے نبی اکرم ﷺ کی توہین آمیز پینٹنگ بنائی۔ مسلمانوں کے احتجاج کے باعث اُس کو گھر چھوڑنا پڑا۔ ستمبر 2007ء میں بنگلہ دیش کے ایک اخبار میں نبی اکرم ﷺ کے خاکے شائع ہوئے جس پر کارٹونسٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔ دسمبر 2007ء میں عراق کے ایک کرد مصنف نے اپنی کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اُس نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت علیؓ کی توہین آمیز پینٹنگ بنائی۔ اُس نے ہالینڈ کے ایک میوزیم میں اِس پینٹنگ کو نمائش کے لئے پیش کیا۔ یہ شخص مسلمانوں کے احتجاج کے بعد ناروے فرار ہو گیا اور سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ عراقی عدالت نے اُسے قید کی سزا سنائی، تاہم ناروے میں روپوش ہونے کی وجہ سے یہ شخص ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا۔ فروری 2008ء میں معروف ویب سائٹ وکی پیڈیا پر نبی اکرم ﷺ کے خاکے شائع کئے گئے جس پر دنیا بھر میں مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ 2008ء میں ہی ہالینڈ کے فلم ساز گریٹ ویلڈرز کی بنائی گئی متنازعہ اور توہین آمیز فلم "فتنہ" سامنے آئی۔ اِس فلم میں اسلامی قوانین اور نبی اکرم ﷺ کی تضحیک کی گئی تھی۔

مئی 2008 میں ہالینڈ کے ایک کارٹونسٹ نے نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنا کر اپنی ویب سائٹ پر لگا دیئے۔ اِس کارٹونسٹ کو پولیس نے ڈھونڈھ کر گرفتار کر لیا اور عدالت کے حکم پر اُس نے توہین آمیز خاکے اپنی ویب سائٹ سے ہٹا دیئے۔ 2010 میں نیو یارک کے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں نبی اکرم ﷺ کے خاکوں پر مشتمل پینٹنگز رکھی گئیں، تاہم مسلمانوں کے احتجاج اور شدید ردعمل کے خوف سے اُن کو نمائش کے بغیر ہی ہٹا دیا گیا۔ 20 مئی 2010ء کو شر پسند عناصر کی جانب سے فیس بک اور سوشل میڈیا کی دیگر ویب سائٹس پر اشتہار دیئے گئے جن میں ہر ایک کو نبی اکرم ﷺ کے خاکے بنانے کی دعوت دی گئی۔ اِس اقدام کے خلاف مسلم دنیا میں شدید اشتعال پیدا ہوا اور کئی ممالک کی جانب سے فیس بک اور دیگر ویب سائٹس کو بند کر دیا گیا۔ نومبر 2010 میں فرانس کے ایک ہفت روزہ میگزین چارلی ہیبڈو نے نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکوں پر مشتمل خصوصی ایڈیشن شائع کرنے کا اعلان کیا۔ میگزین نے ٹائٹل کو انٹرنیٹ پر شیئر بھی کر دیا۔ اِس

اشتعال انگیز اقدام کے بعد مسلم ہیکرز نے اِس میگزین کی ویب سائٹ ہیک کرلی اور اُس کے دفتر پر بھی فائر بم کے ذریعے حملہ کیا گیا۔

ستمبر 2012ء میں ہالی وڈ میں پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز فلم ریلیز کی گئی۔ اِس فلم کو جون کے آخر میں ایک چھوٹے سینما گھر میں دکھایا گیا۔ ایک فرضی نام سیم رسائل نے اِس کی ڈائریکشن دی جس کو بعد میں نکولا بیسلی نیکولا کے نام سے شناخت کر لیا گیا۔ یہ شخص اسرائیلی نژاد یہودی ہے۔ اُس نے نبی محترم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مشتمل فلم بنانے کے لئے 50 ملین ڈالر چندہ جمع کیا۔ امیر یہودیوں نے اِس مذموم حرکت کے لئے دل کھول کر اُس کو عطیات دیئے۔ اُس کا ساتھی مورس صادق نامی ایک مصری نژاد امریکی شہری ہے جو قبطی عیسائی ہے۔ اُن دونوں کو امریکہ کے بدنام زمانہ پادری ٹیری جونز کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بے حرمتی کا سلسلہ بھی نائن الیون کے بعد تیز ہو گیا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں قرآن پاک کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ بعض مغربی شر پسند سکالروں نے یہ شوشہ چھوڑا کہ مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد کی بیداری اور اسلام سے محبت کو کم کرنے کے لئے قرآن مجید کی توہین کی جائے اور اُس کی تعلیمات کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ اِسی فلسفے پر عمل کرتے ہوئے امریکی فوجیوں اور بنیاد پرست عیسائی اور یہودی حلقوں کی جانب سے قرآن پاک کی توہین کی گئی۔

قرآن پاک کی بے حرمتی کا ایک بڑا سکینڈل امریکہ کے بدنام زمانہ حراستی مرکز گوانتاناموبے میں سامنے آیا۔ مسلمان قیدیوں نے انکشاف کیا کہ قرآن پاک کے اوراق کو ٹوائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ امریکی فوجی جان بوجھ کر قرآن پاک کو ٹھوکریں مارتے ہیں۔ اِس مذموم حرکت کا مقصد مسلمان قیدیوں کے اندر اشتعال پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اِس حوالے سے متعدد تصاویر بھی سامنے آئیں۔ امریکہ کے معروف رسالے "نیوزویک" نے اپنی ایک رپورٹ میں گوانتاناموبے میں قرآن پاک اور مسلمان قیدیوں کے ساتھ توہین آمیز رویے کی تصدیق کی۔

امریکہ میں قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی کا سب سے بڑا واقعہ ملعون پادری ٹیری جونز کی جانب سے قرآن پاک کو جلانے کا اعلان تھا۔ اُس نے 2010ء کو نائن الیون کی برسی کے موقعے پر فلوریڈا کے ایک چرچ میں قرآن پاک نذر آتش کرنے کا اعلان کیا۔ ٹیری جونز اِس سال عالم اسلام کے شدید رد عمل اور امریکی حکومت کے دباؤ کے باعث اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکا تاہم اُس نے اپنا منصوبہ ترک نہ کیا اور اگلے سال 20 مارچ 2011ء کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اُس نے قرآن پاک کو نذر آتش کیا۔

رواں سال افغانستان میں امریکی فوجیوں کی جانب سے بگرام ائیر بیس پر قرآن پاک کے سینکڑوں نسخے جلانے کا واقعہ پیش آیا۔ اِس کے خلاف فوری طور پر افغانستان میں ہنگامے پھوٹ پڑے۔ اِن پُرتشدد ہنگاموں میں 30 سے زائد افراد جاں بحق ہوئے اور 6 امریکی فوجیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ امریکی صدر باراک اوبامہ نے ذاتی طور پر اِس واقعے پر معافی مانگی۔

یہ سب واقعات وہ ہیں جو نائن الیون کے بعد پیش آئے، جبکہ نائن الیون سے پہلے بھی کئی بار ایسی مذموم حرکتیں کی گئیں۔ امریکہ کی سپریم کورٹ بلڈنگ میں نبی اکرم ﷺ کی خیالی تصویر 1935 میں بنائی گئی تھی، یہ تصویر ابھی تک موجود ہے۔ اِس سے امریکیوں کے نبی محترم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں خبث باطن کا اظہار ہوتا ہے۔ اِسی طرح اگست 1925 میں لندن کے ایک اخبار میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ بنایا گیا تھا۔ 1989 میں بدنام زمانہ بھارتی مصنف سلمان رشدی نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کتاب لکھی۔ سلمان رشدی کے خلاف دنیا بھر میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ سلمان رشدی لندن فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا جہاں وہ ابھی تک برطانوی سیکیورٹی فورسز کی

تحویل میں ہے۔ عالم اسلام کے کئی علمائے کرام نے سلمان رشدی کو قتل کرنے کا فتویٰ جاری کر رکھا ہے جب کہ اُس کے سر کی قیمت تیس لاکھ ڈالر بھی مقرر ہے۔

1997ء میں نبی اکرم ﷺ کا خیالی مجسمہ نیویارک کی ایک عدالت میں نصب کیا گیا تھا، جس کو اسلامی ممالک کے سفیروں کے احتجاج کے بعد ہٹا دیا گیا۔ 1998ء میں ایک پاکستانی غلام اکبر کو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر سزائے موت سنائی گئی۔ 1999ءمیں ایک جرمن میگزین 'ڈر سپائیجل' میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ پیش کیا گیا۔ 2001ء میں اِسی میگزین نے دوبارہ بھی اِسی خاکے کو پیش کیا۔ 2001ء میں امریکی فاکس ٹی وی کے پروگرام ساوتھ پارک کی ایک قسط میں نبی اکرم ﷺ کا خاکہ پیش کیا گیا، تاہم مسلمانوں کے احتجاج کے بعد اِس کی باقی ماندہ اقساط سے اِس کو ہٹا دیا گیا۔ 2001ء میں امریکی میگزین "ٹائم" نے ایک تصویر شائع کی جس میں پیغمبر اسلام کو حضرت جبریل کا انتظار کرتے دکھایا گیا۔ مسلمانوں کے شدید احتجاج پر میگزین نے اپنی اِس مذموم حرکت پر معافی بھی مانگی۔[15]

ان واقعات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انیسویں اور بیسویں صدی میں توہین رسالت کے واقعات میں ہوش ربا اضافہ ہوا ہے اور ان واقعات کو حسن اتفاق سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے اور واضح طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ کفریہ طاقتیں ان جرائم پیشہ افراد کی مکمل پشت پناہی کر رہی ہیں

اگر عالم انسانیت کو امن عامہ عزیز ہے تو اسے ان انسانیت دشمن عناصر کی سرکوبی کے لیے بلا امتیاز رنگ و نسل شانہ بشانہ ہونا ہو گا کیونکہ امن عالم کے دشمن چاہے وہ کسی بھی لبادے میں ہوں ان کے لیے نرم گوشہ رکھنا یقیناً انسانیت کے لیے ضرر کا باعث ہے۔

توہین انبیاء کے محرکات، اسباب:

ایک شخص کو انبیاء علیھم السلام جیسی ہستی کے خلاف توہین کرنے پر یا نازیبا کلمات کہنے پر جو چیزیں برانگیختہ کرتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

بغض وعداوت، مذہبی عصبیت:

اگر اس حقیقت کا جائزہ لیا جائے کہ آیا وہ کون سے اسباب و محرکات تھے کہ جن کی وجہ سے اقوام سابقہ توہین انبیاء کی مرتکب ہوئیں تو ان میں سے ایک بڑا محرک یہ بھی نظر آتا ہے کہ ان کو اس نہج پر لانے والی ایک بڑی وجہ بغض و عداوت اور مذہبی عصبیت بھی تھی۔

جیسا کہ یہودیوں کا ماننا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد مزید کسی شریعت کی ضرورت یا گنجائش نہیں، نیز یہ کہ کیونکہ بنی اسرائیل خدا کی چنیدہ قوم ہیں، لہٰذا نبوت انہی کا استحقاق ہے۔

یہود کس قدر خود فریبی کا شکار تھے اس کا اندازہ ان کے بارے میں قرآنی اسلوب بیان سے بخوبی ہوتا ہے کہ:

> أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ـ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ۔[16]

> ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا کہ انہیں اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے، اس

کے باوجود ان میں سے ایک گروہ منہ موڑ کر انحراف کر جاتا ہے۔ یہ سب اس لیے ہے
کہ انہوں نے یہ کہا ہوا ہے کہ ہمیں گنتی کے چند دنوں کے سوا آگ ہر گز نہیں چھوئے
گی۔ اور انہوں نے جو جھوٹی باتیں تراش رکھی ہیں انہوں نے ان کے دین کے معاملے
میں ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

تو اب اس بات کو لے کر کہ حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت کے بعد کسی شریعت کی ضرورت نہیں وہ تعصب کا شکار ہو گئے اور ان کی عصبیت کا نشانہ اول حضرت عیسی علیہ السلام بنے۔ اور ان پر الزامات واتہامات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہودی نہ صرف اپنے آپ کو جنت کا مستحق گردانتے تھے بلکہ اپنے آپ کو اللہ کے چہیتے بھی قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا اللہ تعالی کے ساتھ اولاد کا رشتہ ہے اور ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس دعوی بلا دلیل اور اپنے بارے میں اس طرح کے فاسد خیالات اور تمنائیں کس قدر اہمیت کی حامل ہیں یہ تو خیر ایک الگ ہی بحث ہے تاہم اتنا ضرور ہے کہ اس سے ان کے افکار و نظریات اور مذہبی عصبیت و تعصب کا برملا اظہار ہوتا ہے۔

اسی تناظر میں یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں بھی کسی تشریعی نبی کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بعثت ہوئی تو باوجود اس حقیقت کے کہ وہ انہی کی قوم یعنی بنی اسرائیل میں سے تھے، ان کی نبوت کا نہ صرف انکار کر دیا بلکہ ان کی اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے جو عیسائی کہلائے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نہ صرف نبوت کے قائل تھے، بلکہ ان کا دعویٰ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کے اصل وارث وہی ہیں۔

بہر حال اس تمام تر صورتحال کے باوجود نہ تو یہودی عیسائیوں کو اپنا فرقہ تسلیم کرتے ہیں، اور نہ ہی عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کا دین موجودہ یہودیت کا تسلسل ہے۔

مذہبی عصبیت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ یہودی چونکہ اپنے مذہبی لٹریچر کی مدد سے اس واضح نتیجے پہ پہنچ چکے تھے کہ ایک آخری نبی مبعوث ہوگا اور ان کی تحقیق اس حوالے سے اس قدر بے غبار تھی کہ وہ آخری نبی کی جائے بعثت تک بھی پہنچ چکے تھے اسی لیے ان کی بڑی تعداد نے یثرب کے گردونواح میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ اور آخری نبی کے انتظار میں بیٹھے رہے تاہم اس موقع پر ان سے ایک بھیانک غلطی سرزد ہوئی جس چوک کے پیچھے ان کی نسلی عصبیت ہی کارفرما نظر آتی ہے کہ ان کا یہ بھی یقین تھا کہ آخری نبی انہیں کی قوم سے آئے گا، یعنی بنی اسرائیل سے۔ مگر جب آخری پیغمبر کی بعثت ان کی خیال فاسد کے بالکل برعکس حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوئی تو وہ الٹے پاؤں پھر گئے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے انکاری ہو گئے۔

حالانکہ اگر صدق دل اور تعصب و عناد سے پاک ہو کر تلاش حق ہو تو قبول حق میں نسلی تفاخر اور دوسرے امتیازات مانع اور رکاوٹ نہیں بنتے۔ لیکن یہود کی بد قسمتی کہ انہوں نے حق کے واضح ہو جانے کے بعد محض اپنی خود ساختہ عزت و شرف کے زوال کے امکان کی وجہ سے حق سے اعراض کیا اور دائمی ذلت و رسوائی کے داغ سے اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا۔

چنانچہ یہود کی انبیاء دشمنی میں یہ سبب واضح دکھائی دیتا ہے کہ وہ نسلی عصبیت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام سے ان کی دشمنی کی ایک اور وجہ یہ بھی بنی کہ وہ انہیں گناہوں، ریاکاری اور دوسری اخلاقی برائیوں کے حوالے سے روکتے ٹوکتے رہتے تھے اور ایمان پر ثابت قدمی اور صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین فرماتے تھے۔

لیکن اس کے باوجود یہود حد سے بڑھ گئے اور کھلی دشمنی پر اتر آئے یہاں تک کہ وہ انتہائی قدم اٹھا گئے کہ جس کا تصور بھی ایک انسانی معاشرے میں اخلاقی انحطاط کی سب سے بڑی علامت ہے۔ کہ احسان فراموشی میں اس حد تک بڑھا جائے کہ انسان محسن کی جان لینے پر تل جائے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ہم دیکھتے ہیں کہ یہود حضرت عیسی علیہ السلام کی جان کے درپے ہوگئے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مقام نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنے ہی علاقے یعنی ناصرہ سے دعوت کا آغاز کیا تو اہل علاقہ آپ کی مخالفت میں کمربستہ ہوگئے، لہذا آپ وہاں سے شام چلے گئے، وہاں بھی آپ دعوت دیتے رہے اور اسکے بعد آپ گھومتے گھومتے یروشلم چلے آئے۔ آپ کا طریقہ دعوت یہ تھا کہ آپ دن کو دعوت دیتے اور شام میں زیتون کی پہاڑی پر کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر عبادت الہی میں مصروف ہو جاتے۔ اس عرصہ میں عید کے موقع پر یہودی سردار، کاہن اور علماء جمع ہو کر اپ کے قتل کا مشورہ کرنے لگے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک جس کا نام "یہودا" تھا، اس نے کچھ مالی فائدے کی خاطر ان کو حضرت عیسی علیہ السلام کے حالات سے باخبر کر دیا اور یہ بھی بتادیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس اپنے بچاؤ کے لیے کوئی قوت وطاقت نہیں ہے۔ اس یقین دہانی کے بعد یہودیوں کی ایک جماعت زیتون کی پہاڑی پر جا پہنچی۔ حضرت مسیح کو بھی اس حقیقت کا علم ہو گیا کہ میرے ساتھیوں سے مقابلہ نہ ہو پائے گا، چنانچہ یہودیوں کو دیکھ کر تمام حواری بھاگ گئے اور یہودی حضرت مسیح کا مذاق کرتے ہوئے انہیں شہر تک لائے۔ یہ سب لوگ آپ کو پلیٹس کے پاس لائے۔ یہ یہودیوں کا حاکم تھا اور قیصر سے باغی تھا۔

پلیٹس نے کہا کہ آپ کا کیا قصور ہے؟ جو کچھ آپ بتا رہے ہیں وہ میں ماننے کو تیار نہیں۔ اور نہ ہی آپ کو پھانسی دے سکتا ہوں۔ اور اس نے آپ کو شام کے گورنر کے پاس بھیج دیا۔ ہیروڈیس نے بھی آپ کو قتل کرنے سے انکار کر دیا اور پھر واپس پلیٹس کے پاس بھیج دیا۔ اب مجبور ہو کر پلیٹس نے کہا کہ تمہارے کہنے پر میں اسے پھانسی دیتا ہوں۔

اس وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی ایک عجیب حالت تھی آپ پر بے خودی ایک عالم طاری تھا۔ اس وقت آپ نے اللہ تعالی سے دعا کی اور مدد طلب کی۔

قرآن کریم میں اس پورے منظر نامے کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے:

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ - إِذْ قَالَ اللَّهُ يَاعِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ[17]

ترجمہ: اور ان کافروں نے (عیسی علیہ السلام کے خلاف) خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ (اس کی تدبیر اس وقت سامنے آئی) جب اللہ نے کہا تھا کہ: "اے عیسیٰ! میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا، اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے ان (کی ایذاء) سے تمہیں پاک کر دوں گا۔ اور جن لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کو قیامت کے دن تک ان لوگوں پر غالب رکھوں گا جنہوں نے تمہارا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے

ان یہودیوں نے آپ علیہ السلام پر جسمانی تشدد کیا لیکن آپ علیہ السلام گھبرائے نہیں، آپ کو اللہ کے وعدے پہ یقین کامل تھا آخر کار پلیٹس نے آپ علیہ السلام کو پھانسی دینے کا حکم دیا۔ جس مکان میں آپ علیہ السلام بند تھے اس کے اندر ایک شخص شمعون افراینی کو یا آپ کے اس حواری کو کہ جس نے آپ کی مخبری کی تھی، کو بھیجا گیا تا کہ آپ کو اندر سے لے آئے۔ ادھر وہ اندر پہنچا ادھر اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ عیسی کو اٹھا دو اور اندر جانے والے شخص کی شکل عیسی کی طرح کر دو۔

حکم الہی سے مذکورہ شخص کی شکل حضرت عیسی جیسی ہوگئی اور آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا گیا۔ شمعون یا یہوداجو بھی آپ کو لینے گیا تھا جب اس نے آپ کو غیب پایا تو واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تا کہ ان کو بتا سکے کہ آپ وہاں موجود نہیں ہیں ، مگر اس کے ساتھیوں نے اسے عیسی سمجھ کر پکڑ لیا اور اسے پھانسی دینے کے لیے لے گئے، وہ بہت چیخا چلایا اور دہائی دی کہ وہ عیسی نہیں ہے لیکن اس کی کسی نے ایک نہ سنی اور اسے پھانسی دے دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پھانسی کے بعد اس شخص کی شکل پہلی طرح ہوگئی اور لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے کہ آیا جس کو انہوں نے پھانسی دی ہے وہ عیسی ہی ہے یا کوئی اور ؟۔ البتہ قرآن نے اس تمام معاملے کو بے غبار کر دیا:

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۔بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا[18]

ترجمہ: اور یہ کہا کہ: "ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسی ابن مریم کو قتل کر دیا تھا" حالانکہ نہ انہوں نے عیسی (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے، بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں۔ انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے۔ اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسی (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے۔ بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا، اور اللہ بڑا صاحب اقتدار ، بڑا حکمت والا ہے۔

یہود کے اس اقدام سے بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک مذہبی و نسلی عصبیت کا شکار ہو چکے تھے کہ اپنے ان بہیمانہ جذبات سے متاثر ہو کر اپنے تئیں وہ ایک پیغمبر خدا کو پھانسی دے چکے تھے۔ جس سے بڑی کوئی گستاخی انبیاء کی ہو نہیں سکتی۔

اپنی سیاہ کاریوں کو جواز بخشنے کے لیے یہود اور اہل کلیسا کا حضرات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بے سر و پا الزامات کا سلسلہ:

یہ بات انتہائی تعجب خیز معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قوم اپنے ہی نبی و رسول کے حوالے سے اس قدر بے باک ہو جائے کہ وہ ان پر ایسے الزامات کی بھر مار کر دے کہ جس کی وجہ سے ان انفاس قدسیہ کی سیرت داغدار ہو۔ لیکن جب ہم یہود کی مجموعی تاریخ اور موقع بموقع ان کے طرز عمل اور فکر کا جائزہ لیتے ہیں کہ جس قوم کے ہاتھ اپنے انبیاء کے خون ناحق سے لت پت ہوں اس کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ وہ ان ہستیوں پر اخلاق سوز حملے کرے اور ان کے بارے میں بے سر و پا الزامات و اتہامات کا ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دے۔

قرآن نے ان کی بے باکی اور انبیاء کی شان میں گستاخی کی جسارت کو اس طرح بیان کیا ہے:

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ [19]

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ "اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں" ہم ان کی یہ بات بھی (ان کے اعمال نامے) میں لکھ لیتے ہیں۔ اور انہوں نے انبیاء کو جو ناحق قتل کیا ہے، اس کو بھی، اور (پھر) کہیں گے کہ "دہکتی آگ کا مزہ چکھو"۔

جب یہ قوم اخلاقی انحطاط و پستی کا شکار ہوئی اور گمراہی کا یہ سیلاب ان کے عوام کے ساتھ ساتھ ان کے احبار و رہبان کو بھی بہالے گیا تو ان کے علماء نے اپنی اس خرابی کو دور کرنے اور اصلاح احوال کی بجائے اپنی ان حرکتوں کے لیے جواز و عذرات تراشنا شروع کر دیے۔ اور اسی سلسلے کے طور پر وہ تمام برائیاں اور اخلاق سوز حرکتیں جن کے یہ خود مرتکب ہوتے تھے وہ انبیاء کی طرف منسوب کر دیں۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ ان کو اپنے سیاہ کارناموں کے لیے سند جواز عطا ہو کہ جب انبیاء جیسی پاک ہستیاں ان برائیوں سے اپنا دامن نہیں بچا سکیں تو بھلا ان کے احبار و رہبان کیسے بچ سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بائبل میں انبیاء کی طرف وہ تمام باتیں منسوب ملتی ہیں کہ ایک ایسا شخص جو انبیاء کے مقام و مرتبے سے واقف ہے اور ان کی علو شان اس کے سامنے ہے تو جب وہ بائبل کی انبیاء کے بارے میں ہرزہ سرائی دیکھتا ہے تو وہ انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اور بلا اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔

اس حوالے سے مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے، ہندوؤں میں بھی اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ گیا تو وہ لٹریچر تیار ہوا جس میں دیوتاؤں، رشیوں، منیوں اور اوتاروں کی، غرض جو بلند ترین آئیڈیل قوم کے سامنے ہو سکتے تھے ان سب کی زندگیاں بد اخلاقی کے تارکول سے سیاہ کر ڈالی گئیں تاکہ یہ کہا جا سکے کہ جب ایسی عظیم ہستیاں ان قبائح میں مبتلا ہو سکتی ہیں تو بھلا ہم معمولی فانی انسان ان میں مبتلا ہوئے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں۔ اور جب یہ افعال اتنے اونچے مرتبے والوں کے لیے بھی شرمناک نہیں ہیں تو ہمارے لیے کیوں ہوں؟۔ [20]

اور احمد دیدات بھی اسی سبب کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"ہر دین کے پیروکار اپنے بانیان مذاہب کے احترام اور عزت کے قائل ہیں، کیونکہ کسی رہنما سے اس وقت تک قلبی عقیدت اور مذہبی وابستگی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس شخصیت کی اخلاقی پاکیزگی اور بلند کرداری کا یقین نہ ہو لیکن یہودی قوم کا معاملہ اس ضمن میں بالکل جداگانہ ہے۔ وہ ایک طرف تو انبیاء و رسولوں کو خدا کا فرستادہ مانتے ہیں تو دوسری طرف ان کی سیرت و کردار پر ایسے اخلاق سوز الزامات لگاتے ہیں جن کا تصور رسول تو کجا ایک عام شریف انسان کے متعلق بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اس کا سبب بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ جب بنی اسرائیل کے عوام و خواص، علماء و احبار اور حکام اخلاقی انحطاط کی پستی میں گر گئے تو اپنی اصلاح کی بجائے اولیاء عظام اور انبیاء کرام کی پاک سیرتوں کو داغدار کرنا شروع کر دیا تاکہ ان کی اپنی سیاہ کاریوں پر پردہ پڑا رہے اور جواز پیدا کیا جا سکے۔ [21]

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی سیاہ کاریوں کو جواز بخشنے کے لیے بھی یہودی علماء اور اہل کلیسا نے انبیاء پر بے ہودہ الزامات کا سلسلہ شروع کیا۔

نائن الیون کے بعد توہین رسالت کے واقعات میں تیزی کے حوالے سے محمد متین خالد لکھتے ہیں:

امریکی چینل فاکس نیوز پر 18 ستمبر 2002 کو ایک جنونی مذہبی رہنما جیری فال فویل نے اسلام کے بارے میں انتہائی گھٹیا زبان استعمال کی۔ اُس نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے بارے میں بھی ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے۔ اس نے واضح الفاظ میں نبی اکرم ﷺ کو نعوذ باللہ 'دہشت گرد' قرار دیا۔

اس نے مزید کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دنیا کو امن اور محبت کا پیغام دیا جسے حضرت عیسی علیہ السلام نے آگے بڑھایا جبکہ بقول فال فویل کے آپ ﷺ نے دنیا کو اس کے برعکس پیغام دیا۔

فال فویل نے اس عزم کا اعادہ بھی کیا کہ دائیں بازو کے عیسائی اسرائیل کو اس کے مسلمان دشمنوں کے خلاف مدد دیتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ جب صدر بش نے اسرائیل پر زور دیا تھا کہ وہ فلسطینی علاقوں سے اپنی فوج واپس بلائے تو فال فویل نے صدر کے اس اقدام پر ذاتی طور پر احتجاج کیا تھا اور اس کے حامیوں نے وائٹ ہاوس کو ایک لاکھ احتجاجی میل ارسال کیے تھے۔

اس دریدہ دہن کی مسلسل اسلام دشمنی پر امریکی مسلمان تنظیم نے شدید احتجاج کیا تھا۔ امیریکی مسلمانوں کے مرکز "کیئر" کے

چیئرمین ہوپر نے کہا کہ فال فویل کے ان اقدامات سے امریکہ میں مذہبی آزادی کا تاثر سخت مجروح ہوگا اور مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیلنے کا خطرہ ہے۔[22]

آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی پر فلم:

امریکی ریاست ٹیکساس کے ایک فلم ساز ادارے نے آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کو فلمایا ہے ،رپورٹ کے مطابق اس فلم میں آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کے تمام پہلووں کو ظاہر کرنے کی مذموم سعی کی گئی ہے۔ اس پہ مستزاد یہ کہ "ہوسٹن پریس" نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس کے مطابق امریکہ کا ایک فلم تقسیم کار ادارہ یہ فلم نمائش کے لیے پیش کرے گا۔

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ٹیکساس کے مسلمانوں میں غم وغصے کی ایک لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں نے مذکورہ ادارے کے دفتر کے بعد احتجاج کیا اور مظاہرین نے اس فلم کو ریلیز نہ کرنے اور اس گستاخی کے مرتکب افراد سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا ہے۔

دریں اثناء مسلمانوں نے اس دل آزار اشتہار کو شائع کرنے پر اخبار "ہوسٹن پریس" سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے معافی مانگے۔

رپورٹ کے مطابق اخبار نے اس مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔[23]

نازیبا فلم کی نمائش:

امریکی ریاست ہوسٹن میں بالغان کے لیے مخصوص ایک سینما کے باہر سینکڑوں مظاہرین نے نبی کریم ﷺ کی ازدواجی زندگی سے متعلق فلم (Sex life of Prophet Muhammad) کی نمائش کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا اور اس بات کا مطالبہ کیا کہ فی الفور اس فلم کی نمائش کو روکا جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہے۔[24]

گستاخانہ خاکے:

30 ستمبر 2005ء کو ڈنمارک کے ایک اخبار جیلانڈ پوسٹن نے حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے آپ ﷺ سے متعلق شیطانی خاکے شائع کر ڈالے، گستاخانہ خاکوں کی خبر جوں جوں عالم اسلام میں پھیلتی گئی توں توں عالم اسلام میں غم وغصے کی لہر میں اضافہ ہوتا گیا۔

مشرق وسطی اور دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں نے اس اخبار کے خلاف مظاہرے شروع کر دیے اور ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کر دیا گیا، ڈنمارک میں متعین مختلف اسلامی ممالک کے سفیروں نے اپنے اپنے ممالک کی جانب سے احتجاجی خطوط ڈنمارک حکومت کے سپرد کیے۔

ان یاداشتوں میں ڈنمارک کی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان گستاخانہ خاکوں کی اشاعت میں شامل مجرمین کے خلاف سخت ایکشن لیتے ہوئے انہیں قرار واقعی سزا دیں تا کہ آئندہ اس مکروہ طرز عمل کی حوصلہ شکنی ہو۔

مسلمانوں کے شدید رد عمل اور سفیروں کے مطالبے کے جواب میں بجائے معذرت کے مذکورہ اخبار کی انتظامیہ اور ارباب اختیار واقتدار اس گستاخی کو اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے ملت اسلامیہ کو وضاحت دینا شروع ہو گئے کہ یہ آزادی صحافت ہے اور اپنے جذبات واحساسات کے اظہار میں وہ آزاد ہیں۔

محمد تصدق حسین لکھتے ہیں:

> یہاں تک کہ ڈنمارک کے وزیر اعظم جیسی ذمہ دار شخصیت بھی ان گستاخان کی پشت پناہی میں پیش پیش نظر آئی اور اس اخبار کا دفاع کرتے ہوئے یہ بیان دے ڈالا کہ آزادی صحافت اور آزادی اظہار رائے ڈنمارک سوسائٹی کا حصہ ہے۔(یوں مکمل طور پر گستاخان رسول کی پشت پناہی نظر آتی ہے)اس لیے ڈنمارک کی حکومت ان اخبارات کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کرے گی اور نہ ہی اخبارات کے معاملے میں ٹانگ اڑائے گی، اگر مسلمان سمجھتے ہیں کہ مذکورہ خاکوں سے ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں تو وہ عالمی عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔[25]

ڈنمارک کے اخبار میں چھپنے والے یہ خاکے محض اتفاق نہیں بلکہ دیدہ دانستہ اور مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ یہ فعل بد انجام دیا گیا کیونکہ جب عالم اسلام کی طرف سے ڈنمارک حکومت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے اخبار کے خلاف تادیبی کاروائی کریں تو یورپ کی قیادت ان گستاخوں کی پشت پناہی پر اتر آئی اور ببانگ دہل ان گستاخوں کی طرفداری کرنے لگی۔

فرانسیسی صدر ریاک شیراک، امریکی صدر جارج بش اور برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلئیر نے آزادی اظہار رائے کا نام لے کر مذکورہ اخبار کی مکمل حوصلہ افزائی کی۔

فن لینڈ کی وزیر خارجہ کے بیان سے بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ اسلام دشمنی میں ملت کفر کس قدر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ہے، جب اسلام کے خلاف محاذ کی بات ہو تو عالم کفر اپنے تمام تر اختلاف کو طاق نسیاں میں رکھتے ہوئے ایک ہی صف میں کھڑا نظر آتا ہے۔ مذکورہ وزیر خارجہ نے کہا کہ ڈنمارک کی اس اخبار نے مناسب وقت سے پہلے یہ قدم اٹھالیا، یورپی یونین کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی مذکورہ دھمکیوں سے نمٹنے کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تیار کرے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ ایک طرف مغربی ممالک اور خود ڈنمارک کی حکومت مذکورہ اخبار کی طرفداری میں مصروف تھیں تو دوسری طرف امریکہ، برطانیہ، جرمنی، سوئزرلینڈ، ناروے، سویڈن، اٹلی، ہنگری، نیدرلینڈ، اسرائیل، اسٹریلیا، بلغاریہ اور کئی دوسرے ممالک کے اخبارات نے مذکورہ اخبار اور ڈنمارک کی حکومت کے اقدام کا دفاع کرتے ہوئے یہ گستاخانہ خاکے شائع کیے اور اسے آزادی صحافت اور آزادی اظہار رائے کا نام دیا۔

یہ عجیب منطق ہے کہ آج دنیا میں ہولوکاسٹ پہ لکھنا یا تحقیق کرنا یہودیوں کے ہاں ایک جرم کے طور پہ دیکھا جاتا ہے، دنیا بھر میں اگر کسی بھی شخص کے حوالے سے توہین کی جائے تو اسے ہتک عزت جیسے قانون کا سہارا ملتا ہے لیکن ڈیڑھ ارب مسلمان جس شخصیت کو اپنی روح اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اس کی توہین پر ملت کفر آزادی صحافت اور آزادی اظہار رائے کی اوٹ میں پناہ لینے کی کوشش کرتی ہے۔

یہی وہ دہرا معیار ہے کہ جس کی وجہ سے مسلمان نوجوان دنیا کے انصاف سے مایوس ہو کر اپنے تئیں راست قدم اٹھاتے ہیں تو مغرب اسے دہشت گردی سے تعبیر کرتا ہے اور یہ واویلا کرتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں برداشت اور تحمل کا فقدان ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ایک ادنی مسلمان چاہے وہ عمل کے لحاظ سے کس قدر کمزور ہی کیوں نہ ہو وہ بھی کبھی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا، لہذا مغرب کو چاہیے کہ وہ ایسے اقدامات سے گریز کرے جس سے ملت اسلامیہ میں انتشار و اضطراب جنم لے اور دنیا کو نقص امن کا سامنا ہو۔

سدِّباب:

توہین انبیاء کے سلسلہ کو روکنے کے لیے درج ذیل اقدامات کرنا ضروری ہیں:

1۔ توہین آمیز پیجز یا پوسٹس کو "ناپسند" کرنے سے گریز کریں۔

2۔ توہین آمیز پیجز یا پوسٹس پر "کمنٹ" کرنے یا "جواب" دینے سے گریز کریں۔

3۔ توہین آمیز پیجز یا پوسٹس کو ہرگز شئیر نہ کریں۔

4۔ توہین آمیز پیجز یا پوسٹس کو کسی کو ان باکس میں بھی ارسال نہ کریں۔

5۔ مشائخ و علماء تمام مکاتب فکر سے ایک نمائندہ جماعت کی صورت میں اپنے اداروں اور ملک کے سربراہان سے ملاقات کریں اور ان کو اس بات پر قائل کریں کہ توہین رسالت کو فساد شمار کیا جائے اور ان گستاخون کے خلاف بھی آپریشن کو رد الفساد کا اولین حصہ بنایا جائے۔

6۔ اگر یہ پیجز بیرون ملک سے چلائے جاتے ہیں تو حکومت پاکستان کو چاہیے کہ ان ممالک سے رابطہ کرے اور فیس بک کے مالکان سے بھی اس سلسلہ کو روکنے کے لیے کہا جائے۔ اگر فیس بک کے مالکان اس پر رضامندی ظاہر نہ کریں تو پاکستان میں فیس بک کو بند کر دیا جائے۔

نتائج سفارشات:

☆ توہین انبیاء اور مقدسات مذاہب کی توہین دنیا عالم کی اکثری آبادی کا مسئلہ ہے۔

☆احترام انبیاء اور مقدسات مذاہب کے حوالے سے مسلمانوں کا مجموعی طرز عمل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سب سے سنجیدہ اور دیگر اقوام وملل کے لیے قابل تقلید اور لائق اتباع ہے۔
☆مذاہب کے مقدسات کی توہین کی صورت میں دنیامیں نقض امن کا قوی خطرہ ہے۔
☆دنیا کی اکثریتی آبادی کے تناسب سے چند مٹھی بھر عناصر دنیا کے امن کو تہہ وبالا کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں۔
☆اگر اس سلسلے کو روکا نہ گیا تو دنیا تہذیبی تصادم کی جانب جائے گی جس کا انجام انتہایہ بھیانک ہو گا۔
☆اس تمام تر صورتحال میں مغرب کا مجموعی کردار ایک دم منافقانہ ہے کہ وہ توہین رسالت کی مجرمان کی پشت پناہی کرتا ہے۔
☆جو لوگ توہین انبیاء کے مرتکب ہو رہے ہیں یقیناوہ تینوں سماوی ادیان کے لیے یکساں خطرہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] ۔کتاب پیدائش: باب9، 20تا23

[2] ۔کتاب پیدائش باب19، 30تا35

[3] ۔سموئیل2باب11، 2---4

[4] ۔کتاب الخروج، باب32، 1--6

[5] ۔صحائف انبیاء: 126

[6] ۔سلاطین اول، باب11: 1---6

[7] ۔سموئیل2، باب6، 12---22

[8] ۔انجیل لوقا، باب22، 36-37

[9] ۔گلتیوں، باب3، 13-14

[10] - https://ur.rasanews.ir/ur/news/438881-

[11] ۔التحریم: 11، 12

[12] -http://www.urdumajlis.net/index.php?threads/1819 -

[13] ۔سورۃ البقرۃ: 104

[14] ۔مفتی، محمد شفیع، معارف القران، مکتبہ معارف القرآن کراچی طبع جدید ربیع الثانی1429ھ---اپریل2008ء 1/280

[15] - dailypakistan.com.pk › 05-Oct-2012

[16] ۔آل عمران: 23، 24

[17] ۔ آل عمران:54،55

[18] ۔ النساء:157،158

[19] ۔ آل عمران:181

[20] ۔ مودودی، سید ابو الاعلی، یہودیت قرآن کی روشنی میں،، ناشر: ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، طبع چہارم 2000ء: ص 177

[21] ۔ شیخ، احمد دیدات، مترجم مصباح اکرم، یہودیت، عیسائیت اور اسلام۔ عبد اللہ اکیڈمی اردو بازار لاہور، اشاعت، 2010 ص 105

[22] ۔ محمد متین خالد، ناموس رسالت کے خلاف امریکی سازشیں،، انٹر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف تحفظ ختم نبوت ص 276

[23] ۔ ایضا، محولہ بالا۔

[24] ۔ ایضا، ص، 278۔

[25] ۔ محمد تصدق حسین، توہین رسالت کا علمی و تاریخی جائزہ؛، تحریک مطالعہ قرآن لاہور ص 212